Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم و حکمت قرآن کے لیے مقررہ نصاب کے مطابق

اصطلاحات قرآن



الاستاذ: ابوالفضل نور احمد سندھی

ناشر

حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم-33، نزد جمالی پُل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

اَلشُّکْرُ کے معنی کسی نعمت کا تصور اور اس کے اظہار کے ہیں (مفردات راغب اصفہانی)۔ جب کوئی شکر کرتا ہے تو اس کے معنی وہ نعمتوں کے ثمر بار ہونے کا اظہار یا اعتراف کرتا ہے۔ شکر کی ضد کفر ہے جس کے معنی نعمت کو بھلا دینے اور اسے چھپا رکھنے کے ہیں۔

وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ (البقرہ:۱۵۲)،

"اللہ کی نعمتوں کو کھلا رکھو انہیں چھپا کر اور دبا کر نہ رکھو"۔ ضَرَّۃٌ شُکْرٰی، دودھ سے بھرپور تھن۔ شَکِرَتِ النَّاقَۃُ، اونٹنی کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ اِشْتَکَرَتِ السَّمَاءُ، بارش خوب زور سے برسی۔ شَکَرَ فُلَانٌ اس شخص نے دل کھول کر سخاوت کی۔ جوہری نے کہا ہے کہ اَلشُّکْرُ کا مطلب محسن پر اس اچھائی کی وجہ سے تعریف کرنا جو اس نے تمہارے ساتھ کی ہے۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں شکر تین قسم پر ہے، (۱) شکر قلبی یعنی نعمت کا تصور کرنا، (۲) شکر لسانی یعنی زبان سے منعم کی تعریف کرنا، (۳) شکر بالجوارح یعنی اپنے اعمال سے بقدر استحقاق نعمت کی مکافات کرنا (مفردات)۔

شکر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کی جانب ہو تو اس کے معانی ہیں "وہ جو کسی کی کوشش میں بھرپور نتائج پیدا کر دے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے لیے قدردانی ہو گی"، یعنی بندے اللہ کی راہ میں جتنی بھی خدمات سرانجام دیں اللہ کے ہاں ان کی قدر کی جاتی ہے۔ اور اس کا اجر اور صلہ ان کو دیا جاتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ (البقرہ:۱۵۸)،

"اللہ ہر عمل کی اس کی منزلت کے مطابق قدر کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا

ہے"۔ اور جب بندہ کی طرف سے اللہ کی جانب ہو تو اس کو اعتراف نعمت یا احسان مندی کے معنی میں لیا جائے گا۔

سورۃ الزمر میں شُکْرٌ کا لفظ حبط اعمال اور خُسْرٌ کے مقابلہ میں آیا ہے۔

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۶﴾ (آیت:۶۵-۶۶)

"بلاشبہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے پیغمبروں کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے تمام اعمال نیست و نابود ہو جائیں گے اور تم یقیناً خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ بلکہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ"۔

حبط اعمال سے یہ مراد ہے کہ شرک کے ساتھ جو عمل اللہ کے لیے بھی کیے جاتے ہیں وہ بھی سب ضایع اور لاحاصل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی مشرک کے عمل کو اس لیے قبول نہیں فرماتا کہ مشرک اللہ تعالیٰ کا گستاخ ہوتا ہے۔ وہ اپنی کارسازی کے لیے اللہ تعالیٰ کو کافی نہیں مانتا یا کمزور مانتا ہے اور یہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اس لیے نہ صرف اس کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں بلکہ وہ بے آسرا اور بے سہارا بن جاتا ہے اور اس کی وجہ سے خُسران اس کا مقدر بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا حق اسی صورت میں ادا ہوتا ہے جب بندہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے اور اسی کو ہی اپنا کارساز سمجھتا ہے۔ اگر بندگی اور کارسازی میں کسی اور کو شریک کر دیتا ہے تو وہ اپنے رب کا شکر گزار نہیں رہتا بلکہ ناشکرا بن جاتا ہے۔ پھر اس کی دینداری کسی کام کی نہیں رہتی۔

قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کا ایک قانون حضرت موسیٰؑ کی قوم کو یاد دلایا ہے کہ:

لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ﴿۷﴾ (الابراہیم:۷)

"اگر تم نے شکر کیا تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں بخشوں گا اور اگر ناشکری کی تو (پھر

یاد رکھو!) میرا عذاب بھی بڑا سخت عذاب ہے"۔

اس آیت سے متشرح ہوتا ہے کہ کفر صرف صنم کدہ میں پتھر کی مورتی کو سر ٹیکنا یا سجدہ کرنا نہیں ہے۔ کفر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے انکار کیا جائے۔ کُفْرٌ کے بنیادی معنی چھپانے اور ڈھانپنے کے ہیں۔ کفر کرنے والا حقائق کو چھپاتا ہے۔ جو شخص کسی شے کو چھپاتا ہے وہ اس سے انکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم میری نعمتوں سے انکار کروگے تو یہ کفر نعمت ہے۔ یہ ایمان کی ضد ہے اور یہ سرکشی ہے۔ یہ انحراف، انکار اور سرکشی کروگے تو پھر میرا عذاب شدید ہے۔

قرآن حکیم نے حکمت کو بہت بڑا خیر اور نعمت قرار دیا ہے جس طرح انفاق کرنے کے عمل کو حکمت اور خیر کثیر کا عطا کرنا کہا گیا ہے۔ اسی طرح شکر کرنے کے عمل کو بھی حکمت کے درجے میں شامل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لقمان کو حکمت عطا کی تو اسے شکر کی راہ پر لگایا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ (لقمٰن:۱۲)

"بلاشبہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا شکر ادا کرتا رہ، اور جو شکر گزار ہوگا تو وہ اپنے ہی بھلے کے لیے شکر ادا کرتا ہے اور جس نے ناسپاسی کی تو اللہ بے نیاز اور ستودہ صفات ہے۔"

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بے نقاب رکھتا ہے اس سے خود اس کی ذات کی نشوونما ہوتی ہے اور جو ان پر پردے ڈالتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا، خود اس کا اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔ شکر کی اس نعمت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت اور عطا بتایا

ہے، اللہ تعالیٰ جس بندے کو اس دولت سے بہرہ مند کرتا ہے تو وہ بندہ اپنی سوچ، اپنے قول اور اپنے ہر عمل میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ بن جاتا ہے۔ اور یہی شکر تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معرفت کی بنیاد ہے۔

سورۃ نحل کی تین آیات ۱۱۲ سے لیکر ۱۱۴ تک مطالعہ کریں تو اس میں قرآن حکیم نے ایک مثال بیان کی ہے کہ ایک بستی تھی جہاں ہر طرح کا امن چین تھا۔ ہر جگہ سے سامان رزق آتا رہتا اور ہر شخص فراغت سے کھاتا پیتا تھا۔ لیکن پھر ایسا ہوا کہ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے بھی ان کے کاموں کی پاداش میں انہیں نعمتوں سے محروم کر دیا۔ پھر نعمتوں کی جگہ فاقے اور اطمینان کی جگہ خوف ان پر چھا گیا۔ اور پھر انہیں میں سے ایک رسول بھی ان کے سامنے آیا اور اس نے کامیابی و سعادت کی راہ کی دعوت دی، مگر انہوں نے اسے جھٹلایا اس کے نتیجہ میں عذاب میں گرفتار ہو گئے اور وہ خود اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔ اب آیت ۱۱۴ میں فرمایا

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

”پس چاہیے کہ اللہ نے جو رزق تمہیں عطا کیا ہے اسے شوق سے کھاؤ جو حلال و پاکیزہ چیزیں ہیں اور ساتھ ہی چاہیے کہ اللہ کی نعمت کا شکر بھی بجالاؤ، اگر فی الحقیقت تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو، اور اسی کے قوانین ماننے والے ہو“۔ یہ اپنے رزق کو دوسرے ضرورتمندوں اور محروموں کے لیے کھلا نہ رکھنے کا رویہ تمہارے لیے بحرانوں، اور خساروں کا سبب جاتا ہے۔

قرآن حکیم نے سورۃ الاعراف میں بتایا ہے کہ

اپنی نعمتوں کو دوسروں کے لیے کھلا نہ رکھنا یہ شیطان کا راستہ ہے۔ شیطان کی سرکشی اور نافرمانی پر جب اس کا ذلت سے ہبوط ہوا تو اس پر ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ "چونکہ تو نے مجھ پر راہ بند کر دی تو اب میں بھی ایسا ضرور کروں گا کہ تیری سیدھی راہ سے بھٹکانے کے لیے بنی آدم کی تاک میں بیٹھوں گا۔ پھر سامنے سے پیچھے سے داہنے سے بائیں سے غرض ہر طرف سے ان پر آؤں گا۔ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ (آیت:۱۷) "اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں سے نکل جا ذلیل اور ٹھکرایا ہوا۔ بنی آدم سے جو کوئی تیری پیروی کرے گا اور شکر کی راہ چھوڑ دے گا تو میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا" (آیت:۱۶ سے ۱۸)۔

اسی آیت سے متشرح ہوتا ہے کہ شاکرین وہ ہیں جو ابلیس کی راہوں پر نہیں چلتے اور اس کے دام فریب میں نہیں آتے۔ جو لوگ شکر کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں وہ شیطان کی فریب کاریوں میں دھت اپنی زندگی جی رہے ہوتے ہیں۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ (البقرہ:۲۶۸)

"شیطان انہیں تنگی سے ڈراتا ہے"۔

وہ اپنی فریب کاریوں سے اولاد کا مستقبل بنانے، ان کے لیے جائیدادیں بنانے اور عیش کے سامان مہیا رکھنے کے فریب میں پھنسا رکھتا ہے۔ نتیجے میں آدمی بڑے خدائی اور انسانی کام کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔

سورۃ الدھر میں فرمایا:

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ (آیت:۳)

"ہم نے انسان کو (وحی کے ذریعے) صحیح راستہ دکھایا۔ اب اس کی اپنی مرضی ہے کہ چاہے اسے اختیار کرلے اور چاہے اس سے انکار کر دے"۔

یہاں ہدایت کی بڑی نعمت کا ذکر ہے کہ اس بڑی نعمت کی قدر کرتے ہوئے اسے اختیار کرو۔ یہی بات بنی اسرائیل کو فراعین مصر کی صدیوں سے مسلط انسانی غلامیوں سے نجات دلاتے ہوئے قرآن حکیم نے ان الفاظ میں فرمائی تھی۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ (البقرہ: ۵۶) ”ہم نے تمہیں اس ہلاکت کے بعد نئی زندگی عطا کی تاکہ تم اپنے آپ کو نعمت الٰہی کا قدر شناس ثابت کرو“۔ یہ سنت الٰہی ہے کہ قوموں کو ہلاکت خیزیوں کے بعد حیات نو کے مواقع ملتے ہیں تاکہ ان پر اتمام حجت ہو سکے۔ ان کو یہ مواقع مل سکیں کہ وہ اس دنیا میں ہدایت کی راہ پاکر خوشگوار زندگی گذار سکیں اور اس کے نتیجے میں آخرت کے لیے اپنا سامان بنا سکیں۔ جو قومیں ایسا نہیں کرتیں وہ زندہ نہیں کہلا سکتیں اور نہ ہی زندہ رہ سکتی ہیں۔

سورۃ الاحقاف میں ایمان والوں کو شکر کرنے کے کلمات بھی بتائے گئے ہیں کہ اس کی آرزو کیا کرو:

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ (آیت: ۱۵)

”اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے ان احسانات کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیے اور میں ایسے نیک کام کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو“۔

شکر کی سب سے اعلیٰ صورت یہ اعمال صالح ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔

قرآن حکیم کی شکر کے متعلق بتائی ہوئی ان تصریف آیات سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ انسان کی طرف سے شُکْرٌ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو کھلا رکھے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے جو جسمانی صلاحیتیں دی ہیں جو علم دیا ہے جو مال

دیا ہے اور جو مرتبہ دیا ہے ان سب کا شکر ادا کرے وہ اس طرح ہو گا کہ قوانین خداوندی کی پوری پوری اطاعت کرے اور ان کے مطابق زندگی بسر کرے۔ اس طرح سے اس کی ذات کی ایسی نشوونما ہو گی جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبوبیت کا حقدار بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف شُکْرٌ کے معنی یہ ہیں کہ وہ انسانی اعمال میں بھرپور نتائج پیدا کر دے۔ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ زندگی جیتا ہے تو پھر قانون خداوندی یہ ہے اس کی کوششیں بھرپور نتائج پیدا کرتی ہیں۔